ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۂ آل عمران (مسلسل)

آیات ۲۸ تا ۳۰

﴿لَا یَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَلَیۡسَ مِنَ اللّٰہِ فِیۡ شَیۡءٍ اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡھُمۡ تُقٰىۃً ؕ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ؕ وَاِلَی اللّٰہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۲۸﴾ قُلۡ اِنۡ تُخۡفُوۡا مَا فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ اَوۡ تُبۡدُوۡہُ یَعۡلَمۡہُ اللّٰہُ ؕ وَیَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۹﴾ یَوۡمَ تَجِدُ کُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَیۡرٍ مُّحۡضَرًا ۚۛ وَّمَا عَمِلَتۡ مِنۡ سُوۡٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوۡ اَنَّ بَیۡنَھَا وَبَیۡنَہٗۤ اَمَدًۢا بَعِیۡدًا ؕ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ؕ وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۳۰﴾﴾

ص د ر

صَدَرَ (ن) صَدْرًا : (۱) سینے میں درد ہونا۔ (۲) واپس ہونا' پھرنا۔ ﴿یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۬ۙ﴾ (الزلزال:٦) ''جس دن واپس ہوں گے لوگ گروہ درگروہ۔''

صَدْرٌ ج صُدُوۡرٌ : سینہ۔ ﴿رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿ۙ﴾ (طٰہٰ) ''اے میرے ربّ! تو کھول دے میرے لیے میرے سینے کو۔''

اَصۡدَرَ (افعال) اِصۡدَارًا : واپس کرنا' واپس لے جانا' یعنی پھیرنا۔ ﴿لَا نَسۡقِیۡ حَتّٰی یُصۡدِرَ الرِّعَآءُ ٜ﴾ (القصص:۲۳) ''ہم نہیں پلاتے یہاں تک کہ واپس لے جائیں چرواہے۔''

ء م د

اَمِدَ (س) اَمَدًا : غصہ ہونا (کسی چیز کے انجام کے پیشِ نظر)۔

اَمَدٌ : کسی چیز کی انتہا، مدت۔ ﴿اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا﴾ (الجن) ’’یا مقرر کرے گا اس کے لیے میرا ربّ ایک مدت۔‘‘

ترکیب : ’’مِنَ اللّٰهِ‘‘ سے مراد ہے ’’مِنْ دِيْنِ اللّٰهِ‘‘۔ ’’اِلَّآ‘‘ کا استثناء ’’لَا يَتَّخِذُ‘‘ کے لیے ہے۔ ’’مِنْ خَيْرٍ‘‘ اور ’’مِنْ سُوْٓءٍ‘‘ کا ’’مِنْ‘‘ تبعیضیہ ہے۔ ’’مُّحْضَرًا‘‘ حال ہے۔ ’’تَوَدُّ‘‘ کا فاعل اس میں ’’هِيَ‘‘ کی ضمیر ہے جو ’’كُلُّ نَفْسٍ‘‘ کے لیے ہے۔ ’’اَمَدًا بَعِيْدًا‘‘ مبتدأ مؤخر نکرہ ہے اور ’’اَنَّ‘‘ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ:

لَا يَتَّخِذِ : چاہیے کہ مت بنائیں	الْمُؤْمِنُوْنَ : مؤمن لوگ
الْكٰفِرِيْنَ : کافروں کو	اَوْلِيَآءَ : کارساز
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ : مؤمنوں کے علاوہ	وَمَنْ يَّفْعَلْ : اور جو کرے گا
ذٰلِكَ : یہ	فَلَيْسَ : تو وہ نہیں ہے
مِنَ اللّٰهِ : اللہ (کے دین) سے	فِيْ شَيْءٍ : کسی چیز میں
اِلَّآ : سوائے اس کے	اَنْ : کہ
تَتَّقُوْا : تم لوگ بچو	مِنْهُمْ : ان سے
تُقٰىةً : جیسے بچنا چاہیے	وَيُحَذِّرُ : اور محتاط رہنے کی تلقین کرتا ہے
كُمُ : تم لوگوں کو	اللّٰهُ : اللہ
نَفْسَهٗ : اس کے نفس (یعنی غضب) سے	وَاِلَى اللّٰهِ : اور اللہ کی طرف ہی
الْمَصِيْرُ : لوٹنا ہے	قُلْ : آپؐ کہیے!
اِنْ : اگر	تُخْفُوْا : تم لوگ چھپاؤ
مَا : اس کو جو	فِيْ صُدُوْرِكُمْ : تمہارے سینوں میں ہے
اَوْ : یا	تُبْدُوْهُ : تم لوگ ظاہر کرو اس کو
يَعْلَمْهُ : جانتا ہے اس کو	اللّٰهُ : اللہ
وَيَعْلَمُ : اور وہ جانتا ہے	مَا : اس کو جو
فِي السَّمٰوٰتِ : آسمانوں میں ہے	وَمَا : اور اس کو جو

فِی الۡاَرۡضِ : زمین میں ہے	وَاللّٰہُ : اور اللہ
عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ : ہر چیز پر	قَدِیۡرٌ : قادر ہے
یَوۡمَ : جس دن	تَجِدُ : پائے گی
کُلُّ نَفۡسٍ : ہر ایک جان	مَّا : اس کو جو
عَمِلَتۡ : اس نے عمل کیا	مِنۡ خَیۡرٍ : کسی بھی بھلائی میں سے
مُّحۡضَرًا : حاضر کیا ہوا	وَّمَا : اور اس کو جو
عَمِلَتۡ : اس نے عمل کیا	مِنۡ سُوۡءٍ : کسی بھی برائی میں سے
تَوَدُّ : وہ چاہے گی	لَوۡ : کاش
اَنَّ : کہ	بَیۡنَھَا وَبَیۡنَہٗ : اس (نفس) کے اور اس (برائی) کے مابین
اَمَدًۢا بَعِیۡدًا : انتہائی دوری ہوتی	وَیُحَذِّرُ : اور محتاط رہنے کی تلقین کرتا ہے
کُمۡ : تم لوگوں کو	اللّٰہُ : اللہ
نَفۡسَہٗ : اپنے نفس (یعنی غضب) سے	وَاللّٰہُ : اور اللہ
رَءُوۡفٌ : بہت نرمی کرنے والا ہے	بِالۡعِبَادِ : بندوں سے

نوٹ (۱) : آیات زیر مطالعہ کے علاوہ بھی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر غیر مسلموں سے تعلقات کی ممانعت آئی ہے۔ اس حکم کا ایک استثناء آیات زیر مطالعہ میں اِلَّآ اَنۡ تَتَّقُوۡا کے الفاظ میں آیا ہے اور دوسرا استثناء سورۃ الممتحنۃ کی آیت ۸ میں ہے۔ اس مسئلہ پر مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں کافی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

باہمی تعلقات میں ایک درجہ قلبی تعلق کا ہے، جس میں یہ چیزیں آتی ہیں: (i) مودّت: یعنی ایک دوسرے کے دل میں باہمی چاہت اور محبت کا رشتہ استوار کرنا (المجادلۃ: ۲۲)۔ (ii) دوسرے کو اپنا ولیجہ یعنی دل کا بھیدی اور راز دار بنانا (التوبۃ: ۱۶)۔ (iii) دوسرے کو اپنا ولی یعنی حمایتی اور کارساز بنانا اور ضرورت ہو تو اس کا احسان لینے میں تکلف نہ کرنا (آیت زیر مطالعہ)۔

قلبی تعلق کے اس درجہ کے لیے ''موالات'' کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور اس درجہ کے تعلقات مؤمنوں کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ جائز نہیں ہیں۔

تعلقات کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے، ان کا حق ادا کیا جائے اور حالات اجازت دیں تو ان پر احسان کیا جائے۔ اس کے لیے ''مواسات'' کی اصطلاح ہے۔ اس درجہ کے تعلقات مسلمانوں اور ذمی کافر کے علاوہ ایسے کافر کے ساتھ بھی جائز ہیں جس کی قوم مسلمانوں کے

ساتھ حالتِ جنگ میں نہ ہو۔ البتہ حربی کافر کے ساتھ اس درجہ کے تعلقات بھی جائز نہیں ہیں۔ (الممتحنۃ:۸)

تعلقات کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے رسمی میل ملاقات اور راہ و رسم ہو ان کے ساتھ ہنس مکھ ہو اور خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ اس کے لیے ''مدارات'' کی اصطلاح ہے اور یہ تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے۔ اور آیت زیر مطالعہ میں اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا سے یہی درجہ مراد ہے۔

چوتھا درجہ یہ ہے کہ کسی کے ساتھ تجارت' ملازمت' اجرت' صنعت یا حرفت کا معاملہ کیا جائے۔ اس کے لیے ''معاملات'' کی اصطلاح ہے اور یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے۔ رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام j کا عمل اس بات کی سند ہے۔ البتہ حربی کافر کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

آیات ۳۱ تا ۳۴

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾

ترکیب: حرف شرط ''اِنْ'' ماضی (کُنْتُمْ) پر آیا ہے اس لیے اس کا عمل ظاہر نہیں ہوا' لیکن وہ محلاً مجزوم ہے۔ جوابِ شرط میں فعل امر ''اِتَّبِعُوْا'' آیا ہے جو کہ از خود مجزوم ہوتا ہے۔ ''یُحْبِبْ'' اور ''یَغْفِرْ'' جواب شرط نہیں ہیں' بلکہ ''اِتَّبِعُوْا'' کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہیں۔ ''تَوَلَّوْا'' کے دو امکانات ہیں۔ یہ ماضی میں جمع مذکر غائب کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے اور مضارع میں جمع مذکر مخاطب ''تَتَوَلَّوْنَ'' بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی پہلی تا حذف ہوئی اور شرط ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو ''تَوَلَّوْا'' آیا۔ پیچھے فعل امر مخاطب ''اَطِیْعُوْا'' آیا ہے اس لیے اس کو جمع مذکر مخاطب ماننا بہتر ہے۔ ''اٰدَمَ''۔ ''نُوْحًا'' اور ''اٰلَ'' مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں' جبکہ ''اِبْرٰھِیْمَ'' اور ''عِمْرٰنَ'' مجرور ہیں' کیونکہ یہ ''اٰلَ'' کا مضاف الیہ ہیں۔ ''ذُرِّیَّۃً'' حال ہے۔

ترجمہ:

قُلْ : آپ ؐ کہیے!	اِنْ : اگر
کُنْتُمْ : تم لوگ ہو کہ	تُحِبُّوْنَ : تم محبت کرتے ہو
اللّٰهَ : اللہ سے	فَاتَّبِعُوْنِیْ : تو پھر پیروی کرو میری
یُحْبِبْکُمُ : تو محبت کرے گا تم سے	اللّٰهُ : اللہ

وَيَغۡفِرۡ :اور وہ بخش دے گا	لَكُمۡ :تمہارے لیے
ذُنُوۡبَكُمۡ :تمہارے گناہوں کو	وَاللّٰهُ :اور اللہ
غَفُوۡرٌ :بے انتہا بخشنے والا ہے	رَّحِيۡمٌ :ہمیشہ رحم کرنے والا ہے
قُلۡ :آپؐ کہیے	اَطِيۡعُوا :تم لوگ اطاعت کرو
اللّٰهَ :اللہ کی	وَالرَّسُوۡلَ :اور رسولؐ کی
فَاِنۡ :پھر اگر	تَوَلَّوۡا :تم لوگ روگردانی کرو گے
فَاِنَّ :تو یقیناً	اللّٰهَ :اللہ
لَا يُحِبُّ :محبت نہیں کرتا	الۡكٰفِرِيۡنَ :انکار کرنے والوں سے
اِنَّ :یقیناً	اللّٰهَ :اللہ نے
اصۡطَفٰۤى :چن لیا	اٰدَمَ :آدمؑ کو
وَنُوۡحًا :اور نوحؑ کو	وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ :اور ابراہیمؑ کے پیروکاروں کو
وَاٰلَ عِمۡرٰنَ :اور عمران کے پیروکاروں کو	عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ :تمام جہان (والوں) پر
ذُرِّيَّةً :اولاد ہوتے ہوئے	بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ :ان کا کوئی کسی کی
وَاللّٰهُ :اور اللہ	سَمِيۡعٌ :سننے والا ہے
عَلِيۡمٌ :جاننے والا ہے	

نوٹ : البقرۃ:۴۹ کے نوٹ:ا میں وضاحت کی جا چکی ہے کہ کسی نبی کی پیروی کرنے والے اس کی آل میں ہیں، خواہ نبی سے ان کا نسلی رشتہ ہو یا نہ ہو۔ غالباً اسی لیے آیت زیر مطالعہ میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ آل ابراہیمؑ اور آل عمران میں سے جن کو اللہ نے چنا وہ ان کی نسل سے تھے۔

آیات ۳۵'۳۶

﴿اِذۡ قَالَتِ امۡرَاَتُ عِمۡرٰنَ رَبِّ اِنِّىۡ نَذَرۡتُ لَـكَ مَا فِىۡ بَطۡنِىۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّىۡ ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۞ فَلَمَّا وَضَعَتۡهَا قَالَتۡ رَبِّ اِنِّىۡ وَضَعۡتُهَاۤ اُنۡثٰىؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡؕ وَلَيۡسَ الذَّكَرُ كَالۡاُنۡثٰىۚ وَاِنِّىۡ سَمَّيۡتُهَا مَرۡيَمَ وَاِنِّىۡۤ اُعِيۡذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۞﴾

و ض ع

وَضَعَ (ف) وَضۡعًا : (۱) تیز چلنا، دوڑنا۔ (۲) کسی چیز کو اتار کر نیچے رکھنا۔ (i) اُتارنا۔ (ii) رکھنا۔ (iii) بچہ جننا۔ ﴿وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ﴾ (الم نشرح) ''اور ہم نے اتارا آپؐ سے آپؐ

کا بوجھ۔'' ﴿حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا﴾ (محمد:٤) ''یہاں تک کہ جنگ رکھ دے اپنے بوجھ یعنی ہتھیار۔''

مَوْضُوْعٌ (اسم المفعول) : رکھا ہوا۔ ﴿وَاَکْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴾ (الغاشیة) ''اور آبخورے رکھے ہوئے۔''

مَوْضَعٌ ج مَوَاضِعُ (مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف) : رکھنے کی جگہ' مقام۔ ﴿یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ﴾ (النساء:٤٦) ''اور وہ لوگ پھیر دیتے ہیں باتوں کو ان کی جگہوں سے''۔

اَوْضَعَ (افعال) اِیْضَاعًا : تیز چلانا' دوڑانا۔ ﴿لَا اَوْضَعُوْا خِلٰلَکُمْ﴾ (التوبة:٤٧) ''اور وہ لوگ ضرور دوڑاتے تم لوگوں کے بیچ میں۔''

ترکیب : ''اِمْرَاَتُ'' لمبی تا سے لکھا گیا ہے' یہ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ ''اِمْرَاَتُ'' کا مضاف الیہ ''عِمْرٰنَ'' ہے۔ ''نَذَرْتُ'' کا مفعول ''مَا'' ہے۔ ''مُحَرَّرًا'' اسم المفعول ہے اور حال ہے۔ ''اِنِّیْ'' میں ہر جگہ یائے متکلم کی ضمیریں ''اِمْرَاَتُ عِمْرَانَ'' کے لیے ہیں' درمیان میں ''وَاللّٰہُ اَعْلَمُ'' سے ''کَالْاُنْثٰی'' تک جملہ معترضہ ہے۔ ''اُنْثٰی'' حال ہے۔

ترجمہ:

اِذْ : جب	قَالَتِ : کہا
امْرَاَتُ عِمْرٰنَ : عمران کی بیوی نے	رَبِّ : اے میرے ربّ
اِنِّیْ : بے شک میں نے	نَذَرْتُ : منت مانی
لَکَ : تیرے لیے	مَا : اس کی جو
فِیْ بَطْنِیْ : میرے پیٹ میں ہے	مُحَرَّرًا : آزاد کیا ہوا ہوتے ہوئے
فَتَقَبَّلْ : پس تو قبول فرما	مِنِّیْ : مجھ سے
اِنَّکَ اَنْتَ : بے شک تو ہی	السَّمِیْعُ : سننے والا ہے
الْعَلِیْمُ : جاننے والا ہے	فَلَمَّا : پھر جب
وَضَعَتْھَا : اس نے جنا اس کو	قَالَتْ : تو اس نے کہا
رَبِّ : اے میرے ربّ	اِنِّیْ : بے شک میں نے
وَضَعْتُھَآ : جنا اُس کو	اُنْثٰی : مؤنث
وَاللّٰہُ : اور اللہ	اَعْلَمُ : زیادہ جانتا ہے
بِمَا : اس کو جو	وَضَعَتْ : اس نے جنا

وَلَیۡسَ الذَّکَرُ: اور نہیں ہے مذکر
کَالۡاُنۡثٰی : مؤنث کی مانند
وَاِنِّیۡ : اور بے شک میں نے
سَمَّیۡتُہَا : نام رکھا اس کا
مَرۡیَمَ : مریم
وَاِنِّیۡۤ : اور بے شک میں
اُعِیۡذُہَا : پناہ میں دیتی ہوں اس کو
بِکَ : تیری
وَذُرِّیَّتَہَا: اور اس کی اولاد کو
مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ : دھتکارے ہوئے شیطان سے

آیات ۳۸٬۳۷

﴿فَتَقَبَّلَہَا رَبُّہَا بِقَبُوۡلٍ حَسَنٍ وَّاَنۡۢبَتَہَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّکَفَّلَہَا زَکَرِیَّا ؕ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیۡہَا زَکَرِیَّا الۡمِحۡرَابَ ۙ وَجَدَ عِنۡدَہَا رِزۡقًا ۚ قَالَ یٰمَرۡیَمُ اَنّٰی لَکِ ہٰذَا ؕ قَالَتۡ ہُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ ہُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ ۚ قَالَ رَبِّ ہَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ۚ اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

ک ف ل

کَفَلَ (ن ۔ض) کَفۡلًا : کسی شخص یا مال کا ضامن ہونا۔

کَفَالَۃً : کسی کی ضروریات کا ضامن ہونا، رکھوالی کرنا، کفالت کرنا۔ ﴿ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰۤی اَہۡلِ بَیۡتٍ یَّکۡفُلُوۡنَہٗ لَکُمۡ﴾ (القصص:۱۲) ''کیا میں پتا بتاؤں تم لوگوں کو ایک ایسے گھر والوں کا جو پال پوس دیں گے اس کو تمہارے لیے۔''

کَفِیۡلٌ (فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت) : (۱) ضمانت دینے والا یعنی ضامن۔ (۲) رکھوالی کرنے والا یعنی رکھوالا، نگران۔ ﴿وَقَدۡ جَعَلۡتُمُ اللّٰہَ عَلَیۡکُمۡ کَفِیۡلًا ؕ﴾ (النحل:۹۱) ''اور تم لوگ بنا چکے ہو اللہ کو اپنا ضامن۔''

کِفۡلٌ (اسم ذات) : (۱) ضمانت۔ (۲) حصہ (اچھے یا برے نتیجے میں)۔ ﴿وَمَنۡ یَّشۡفَعۡ شَفَاعَۃً سَیِّئَۃً یَّکُنۡ لَّہٗ کِفۡلٌ مِّنۡہَا ؕ﴾ (النساء:۸۵) ''اور جو سفارش کرتا ہے کوئی بری سفارش، تو ہو گا اس کے لیے ایک حصہ اس میں سے۔''

ذَا الۡکِفۡلِ : ایک نبی کا نام ہے۔ ﴿وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِدۡرِیۡسَ وَذَا الۡکِفۡلِ ؕ﴾ (الانبیاء:۸۵) ''اور اسمٰعیلؑ کو اور ادریسؑ اور ذوالکفلؑ کو۔''

اَکۡفَلَ (افعال) اِکۡفَالًا : کسی کو کسی کی کفالت میں دینا۔

اَکۡفِلۡ (فعل امر): تو کفالت میں دے۔ ﴿فَقَالَ اَکۡفِلۡنِیۡہَا﴾ (ص:۲۳) ''پھر اس نے کہا تو میری

کفالت میں دے اس کو۔‘‘

کَفَّلَ (تفعیل) **تَکْفِیْلًا** : کسی کو کفیل بنانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب : ’’**تَقَبَّلَهَا**‘‘ اور ’’**اَنْبَتَهَا**‘‘ میں ضمیر مفعولی مریم کے لیے ہے اور ان کا فاعل ’’**رَبُّهَا**‘‘ ہے۔ ’’**بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ**‘‘ اور ’’**نَبَاتًا حَسَنًا**‘‘ ثلاثی مجرد سے مفعول مطلق آئے ہیں، جبکہ فعل علی الترتیب بابِ تفعّل اور افعال سے آئے ہیں۔ (آل عمران: ۳۷، نوٹ: ۱) ’’**کَفَّلَ**‘‘ کا فاعل اس میں ’’**هُوَ**‘‘ کی ضمیر ہے جو ربّ کے لیے ہے۔ ’’**هَا**‘‘ مفعول اور ’’**زَکَرِیَّا**‘‘ مفعول ثانی ہے۔ ’’**زَکَرِیَّا**‘‘ مبنی کی طرح استعمال ہوتا ہے، اس لیے اس کی رفع، نصب اور جر ظاہر نہیں ہوتی۔ ’’**کُلَّمَا**‘‘ حرفِ شرط ہے۔ ’’**دَخَلَ**‘‘ کا فاعل ’’**زَکَرِیَّا**‘‘ ہے۔ ’’**اَلْمِحْرَابَ**‘‘ ظرف ہے۔ ’’**وَجَدَ عِنْدَهَا**‘‘ جوابِ شرط ہے۔

ترجمہ:

فَتَقَبَّلَهَا: تو قبول کیا اس کو	**رَبُّهَا** : اس کے ربّ نے
بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ : خوبصورت قبول کرنا	**وَّاَنْۢبَتَهَا** : اور اس نے نشوونما کی اس کی
نَبَاتًا حَسَنًا: خوبصورت نشوونما کرنا	**وَّکَفَّلَهَا** : اور اس نے کفیل بنایا ان کا
زَکَرِیَّا : زکریاؑ کو	**کُلَّمَا** : جب کبھی
دَخَلَ : داخل ہوتے	**عَلَیْهَا** : ان پر
زَکَرِیَّا : زکریاؑ	**الْمِحْرَابَ** : محراب میں
وَجَدَ : تو وہ پاتے	**عِنْدَهَا** : ان کے پاس
رِزْقًا : کچھ رزق	**قَالَ** : تو وہ کہتے
یٰمَرْیَمُ : اے مریم	**اَنّٰی** : کہاں سے
لَکِ تیرے لیے	**هٰذَا** : یہ ہے
قَالَتْ : تو وہ کہتیں	**هُوَ** : یہ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ : اللہ کے پاس سے ہے	**اِنَّ اللّٰهَ** : بے شک اللہ
یَرْزُقُ : رزق دیتا ہے	**مَنْ** : اس کو جس کو
یَّشَآءُ : وہ چاہتا ہے	**بِغَیْرِ حِسَابٍ** : کسی حساب کے بغیر
هُنَالِکَ وہیں	**دَعَا** : پکارا
زَکَرِیَّا : زکریاؑ نے	**رَبَّهٗ** : اپنے ربّ کو
قَالَ : انہوں نے کہا	**رَبِّ** : اے میرے ربّ
هَبْ : تو عطا کر	**لِیْ** : میرے لیے

مِنْ لَّدُنْکَ: اپنے خزانے سے	ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً: ایک پاکیزہ اولاد
اِنَّکَ: بے شک تو	سَمِیْعُ الدُّعَآءِ: دعا کا سننے والا ہے

آیات ۳۹٬۴۰

﴿فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝﴾

ع ق ر

عَقَرَ (ض) عَقْرًا: (۱) درخت کو جڑ سے کاٹنا۔ (۲) چوپائے کی ٹانگیں کاٹنا۔ (۳) اپنی نسل کاٹنا یعنی بانجھ ہونا۔ ﴿فَعَقَرُوا النَّاقَةَ﴾ (الاعراف:۷۷) ''پھر ان لوگوں نے ٹانگیں کاٹیں اونٹنی کی۔''

عَاقِرٌ (فَاعِلٌ کے وزن پر صفت): کاٹنے والا۔ بانجھ (یہ مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے آتا ہے)۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ''واو'' حالیہ ہے اور یہ ''هُوَ'' کا حال ہے۔ جبکہ ''قَآئِمٌ'' کا حال ''يُصَلِّيْ'' ہے۔ ''مُصَدِّقًا، سَيِّدًا، حَصُوْرًا، نَبِيًّا'' یہ سب ''يَحْيٰى'' کے حال ہیں۔ ''يَكُوْنُ'' کَانَ تامّہ ہے۔

ترجمہ:

فَنَادَتْهُ: تو آواز دی انؑ کو	الْمَلٰٓئِكَةُ: فرشتوں نے
وَ: اس حال میں کہ	هُوَ: وہ
قَآئِمٌ: کھڑے تھے	يُّصَلِّيْ: نماز پڑھتے ہوئے
فِي الْمِحْرَابِ: محراب میں	اَنَّ: کہ
اللّٰهَ: اللہ	يُبَشِّرُكَ: بشارت دیتا ہے آپؑ کو
بِيَحْيٰى: یحییٰؑ کی	مُصَدِّقًا: تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے
بِكَلِمَةٍ: ایک فرمان کی	مِّنَ اللّٰهِ: اللہ (کی طرف) سے
وَسَيِّدًا: اور سردار ہوتے ہوئے	وَّحَصُوْرًا: اور عورتوں سے الگ ہوتے ہوئے
وَّنَبِيًّا: اور نبی ہوتے ہوئے	مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ: صالحین میں سے
قَالَ: انہوں نے کہا	رَبِّ: اے میرے ربّ
اَنّٰى: کہاں سے	يَكُوْنُ: ہوگا

لِیْ : میرے لیے | غُلٰـمٌ : کوئی لڑکا

وَّ : اس حال میں کہ | قَدْ بَلَغَنِیَ : پہنچ چکا ہے مجھ کو

الْکِبَرُ : بڑھاپا | وَامْرَاَتِیْ : اور میری عورت

عَاقِرٌ : بانجھ ہے | قَالَ : (فرشتے نے) کہا

کَذٰلِکَ اس طرح (ہی ہے) | اللّٰہُ : اللہ

یَفْعَلُ : کرتا ہے | مَا : وہ جو

یَشَآءُ : وہ چاہتا ہے

نوٹ : ''بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ'' سے مراد حضرت عیسیٰ d ہیں' جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

آیات ۴۱ تا ۴۳

﴿قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَۃً ط قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْکُرْ رَّبَّکَ کَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ ○ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ○ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ○﴾

ر م ز

رَمَزَ (ن ـ ض) رَمْزًا : اشاروں میں بات سمجھانا' اشارہ کرنا۔

رَمْزٌ (اسم ذات بھی ہے) : اشارہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ع ش و

عَشَا (ن) عَشْوًا : (۱) آنکھ میں موتیا اُترنے کی وجہ سے دھندلا نظر آنا۔ (۲) کسی طرف سے آنکھ بند کرنا' جی چرانا۔ ﴿وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ﴾ (الزخرف:۳۶) ''اور جو آنکھ چراتا ہے رحمٰن کی یاد سے۔''

عِشَآءٌ : رات کی ابتدائی تاریکی۔ ﴿وَجَآءُوْ اَبَاھُمْ عِشَآءً یَّبْکُوْنَ ○﴾ (یوسف) ''اور وہ آئے اپنے والد کے پاس مغرب کے بعد روتے ہوئے۔''

عَشِیَّۃٌ ج عَشِیٌّ : شام۔ ﴿لَمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوْ ضُحٰھَا ○﴾ (النزعت) ''وہ لوگ نہیں ٹھہرے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے (وقت کا ایک حصہ)۔''

ترکیب : ''اٰیَتُکَ'' مبتدأ ہے' اس کی خبر محذوف ہے اور ''اَلَّا تُکَلِّمَ''، ''اٰیَۃً'' کا بدل ہے۔

''اَلَّا'' دراصل ''اَنْ لَا'' ہے اور ''اَنْ'' نے ''تُكَلِّمَ'' کو منصوب کیا ہے۔ اس کا مفعول ''النَّاسَ'' ہے۔ ''ثَلٰثَةَ'' ظرف اور ''رَمْزًا'' مستثنیٰ منقطع یا متصل ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ ''وَاذْكُرْ'' کا مفعول مطلق ''ذِكْرًا'' محذوف ہے اور ''كَثِيْرًا'' اس کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ:

قَالَ : (زکریّاؑ نے) کہا	رَبِّ : اے میرے ربّ
اجْعَلْ : تو بنا	لِّيْ : میرے لیے
اٰيَةً : ایک نشانی	قَالَ : (اللہ تعالیٰ نے) کہا
اٰيَتُكَ تیری نشانی ہے	اَلَّا تُكَلِّمَ : کہ تو کلام نہیں کرے گا
النَّاسَ : لوگوں سے	ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ : تین دن
اِلَّا : مگر	رَمْزًا : اشارے سے
وَاذْكُرْ : اور تو یاد کر	رَّبَّكَ اپنے ربّ کو
كَثِيْرًا : کثرت سے	وَّسَبِّحْ : اور تو تسبیح کر
بِالْعَشِيِّ : شاموں کو	وَالْاِبْكَارِ : اور صبح سویرے
وَاِذْ : اور جب	قَالَتِ : کہا
الْمَلٰٓئِكَةُ : فرشتوں نے	يٰمَرْيَمُ : اے مریم
اِنَّ اللّٰهَ : یقیناً اللہ نے	اصْطَفٰكِ چن لیا آپ کو
وَطَهَّرَكِ اور اس نے پاک کیا آپ کو	وَاصْطَفٰكِ اور اس نے چنا آپ کو
عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ: تمام جہانوں کی عورتوں پر	يٰمَرْيَمُ : اے مریم
اقْنُتِيْ : آپ فرماں برداری کریں	لِرَبِّكِ اپنے ربّ کی
وَاسْجُدِيْ : اور آپ سجدہ کریں	وَارْكَعِيْ : اور آپ رکوع کریں
مَعَ الرّٰكِعِيْنَ : رکوع کرنے والوں کے ساتھ	

نوٹ : لفظ ''رَمْزٌ'' میں بنیادی مفہوم ہے ہونٹ کی حرکت سے اشارہ کر کے بات سمجھانا۔ جبکہ اَبرو اور آنکھ سے اشارہ کر کے بات سمجھانے کو ''غَمْزٌ'' کہتے ہیں' اور یہ لفظ باب تفاعل سے سورۃ المُطفّفین کی آیت ۳۰ میں آیا ہے۔ OO